قادیانیوں کی طرف سے مغالطوں اور بے بنیاد باتوں کے مدلل و تحقیقی جوابات

قادیانی غلبہ 2023

قلم و قرطاس کی عدالت میں

مرتب

حضرت مولانا سہیل باوا صاحب حفظہ اللہ

عالمی مبلغ ختم نبوت

شائع کردہ

ختم نبوۃ اکیڈمی لندن

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نامِ کتاب : **قادیانی غلبہ 2023ء**

تالیف : حضرت مولانا سہیل باوا صاحب زید مجدہم

سرورق : جناب طلحہ صاحب

ناشر : ختم نبوت اکیڈمی (لندن)

اشاعت : ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ/ دسمبر 2020ء

کتاب ملنے کے پتے

☆ مکتبہ عزیزیہ، سلام کتب مارکیٹ، بالمقابل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔

☆ مکتبہ مروان، دکان نمبر 19، سلام کتب مارکیٹ، بالمقابل جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

شائع کردہ

ختم نبوت اکیڈمی (لندن)

KHATM E NUBUWWAT ACADEMY

387 Katherine Road, Forest Gate, London E7 8LT, United Kingdom
Phone: 020 8471 4434 | Cell : 0788 905 4549 , 0795 803 3404
Email: khatmenubuwwatacademy@gmail.com
Website: www.khatmenubuwwat.org

سورة الإخلاص

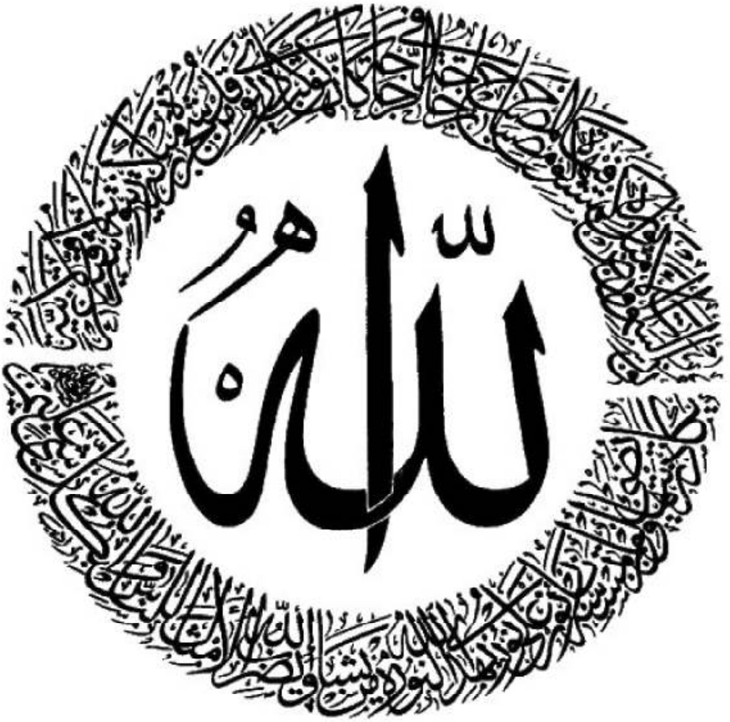
اللّٰهُ

فہرستِ مضامین

صفحہ	عنوان
7	حقِ انتساب
9	پوچ بافی
11	**قادیانیت کا غلبہ ''2023ء'' میں**
18	ہمہ گیر اسکیم
19	صدرِ انجمن احمدیہ ربوہ
19	۱:- نظارتِ علیا:
19	۲:- نظارتِ دیوان:
19	۳:- نظارتِ بیت المال:
19	۴:- نظارتِ امورِ عامہ:
20	۵:- نظارتِ امورِ خارجہ:
20	۶:- نظارتِ اصلاح وارشاد:
20	۷:- نظارتِ تعلیم:
20	۸:- نظارتِ زراعت:
20	۹:- نظارتِ تجارت:

۱۰:- نظارتِ خدمتِ درویشاں:	20
وقفِ جدید	23
انصاراللہ	24
خدام الاحمدیہ	25
لُجنہ اماءاللہ	27
اطفالِ احمدیہ وناصرات الاحمدیہ	28
ناکامی ان کا مقدر بن چکی ہے	30
مرزا کا الہام 1891ء	31
قادیانی جماعت کی رسوائی	**34**
قادیانی جماعت کی پہلی رسوائی	34
قادیانی جماعت کی دوسری رسوائی	34
قادیانی جماعت کی تیسری رسوائی	35
قادیانی جماعت کی چوتھی رسوائی	36
قادیانی جماعت کی پانچویں رسوائی	37
حضور ﷺ کی امت اطراف عالم میں مرزا قادیانی کی تکذیب	**39**
مسلمان دنیا کے مشرق ومغرب میں کب پہنچے ہیں؟	39
منکرین کے لیے ہمیشہ عذاب آتا رہا	40
قلندرانِ حق کی آسمانی قبولیت اورمرزا قادیانی کی کھلی تکذیب	41

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حقِ انتساب

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے

کسی تواضع وانکساری کے تحت نہیں، بلکہ اپنی ظاہری اور باطنی حالت کو دیکھتے ہوئے، برملا اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہوں اور کرتا آیا ہوں، کہ میں آج جو کچھ بھی ہوں، اور ختمِ نبوت کے حوالے سے آج جو کچھ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس بندۂ ناچیز سے جو مبارک کام لے رہے ہیں، یہ سب میرے بزرگوں اور اساتذہ کی دعاؤں کا نتیجہ اور فیضان ہے، اس موقع پر مجھے اپنے استاذِ گرامی

حضرت مولانا عطاء الرحمن صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ

کا وہ جملہ یاد آ رہا ہے، جو زمانۂ طالب علمی میں وہ اکثر مجھے فرمایا کرتے تھے، کہ:

''جنت میں بھی تم مجھ سے پڑھو گے کہ نہیں؟''

تو اس موقع پر ہم طالب علم استاذِ محترم شہید رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر آپس میں ازراہِ تفنُّن کہا کرتے تھے، کہ:

''کیا جنت میں بھی کلاس لگا کرے گی؟ اور وہاں بھی پڑھنا ہوگا؟''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ غریقِ رحمت فرمائے میرے اس استاذِ گرامی رحمۃ اللہ علیہ کو، کہ یہ انہی کی محبتیں اور دعائیں ہیں، اور اپنے اس رسالہ کا انتساب انہی کے نام کرتا ہوں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ قبول ومنظور فرمائے، آمین، ثم آمین

خاکپائے اکابرینِ ختم نبوت

سہیل باوا

ختمِ نبوت اکیڈمی، لندن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پوچ بافی

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی "ختم نبوت" تک الحمدللہ رب العالمین دینِ اسلام ہی کو پوری دنیا پر غلبہ اور طاقت حاصل رہی ہے، ایسے مواقع پر مختلف ادوار میں کفریہ اور باطل طاقتوں نے دین اسلام کے سامنے بڑے زور وشور سے کھڑے ہونے کی کوشش بھی کی ،مگر حق کے آجانے کے بعد باطل کو ہمیشہ ہوا میں تحلیل ہونا پڑا ہے، جو ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک تحلیل ہوتا رہے گا۔ یاد رہے کہ آقا کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک زمانہ، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا مبارک زمانہ، پھر اُن کے بعد کے لوگوں کا زمانہ مبارک ترین ادا وار رہے ہیں، جن میں دینِ اسلام اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ دنیا پر چمکتا رہا ہے، اور آج تک چمک دمک رہا ہے، پھر قربِ قیامت میں دینِ اسلام کے غلبہ کا اقرار تو خود مرزا قادیانی کو بھی ان الفاظ سے رہا ہے، کہ یعنی سورۂ صف کی آیت نمبر:9 کے حوالے سے مرزا قادیانی خود لکھتا ہے کہ:

"یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے، اور جس غلبۂ کاملہ دینِ اسلام کا (اس آیت میں) وعدہ دیا گیا ہے، وہ غلبۂ مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے "دینِ اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائیگا۔"

(براہین احمدیہ، حصہ چہارم، ص498-499، روحانی خزائن، جلد اول، ص:593)

اور روحانی خزائن جلد نمبر 17، صفحہ نمبر 198 پر مرزا قادیانی نے "فتح الباری شرح صحیح البخاری" میں ایک جگہ لکھا ہے کہ:

"کیونکہ ہمیشہ کی محکومیت جیسی اور کوئی ذلت نہیں۔"

اگر نظرِ انصاف سے دیکھا جائے، تو کیا آج یہی دائمی ذلت اور محکومیت خود قادیانیت کے حق میں پوری نہیں ہو رہی ہے، کہ جب سے قادیانی جماعت عرصہ ایک سو بیس پچیس سال سے وجود پذیر ہوئی ہے، کہ دنیا کے ہر گوشے میں عام قادیانی سے لے کر قادیانی سربراہ تک محکومیت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے، اور اس پورے عرصہ کے باوجود قادیانی جماعت کے پاس پوری دنیا میں کہیں بھی ایک انچ اراضی زمین کی نہیں کہ جس پر قادیانی جماعت کو حکومت کا دعویٰ یا دعویٰ ملکیت ہو، حتیٰ کہ کسی بھی مسلم اور غیر مسلم ملک میں قادیانی جماعت مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنی افرادی تعداد کو بھی آج تک ثابت کرنے سے قاصر ہیں، اور ادھر دوسری جانب قادیانیت آئے روز دنیا پر اپنے غلبہ کی راگنی الاپتی رہتی ہے، کبھی سن 2023ء میں اور کبھی سن 2025ء میں غلبہ کی باتیں، اور کبھی سن و تاریخ کو ذکر کیے بغیر قادیانیت کے غلبہ کی باتیں، حالانکہ یہ وہ بے سروپا باتیں ہیں، جن کی تردید کرتے ہوئے خود مرزا قادیانی قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے ساتھ دین اسلام کے مکمل غلبہ کی نوید سنا چکا ہے، لیکن اس کے باوجود نہ جانے قادیانیت کس خام خیالی میں گم ہے؟

حضرت مولانا سہیل باوا صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے علمی مضمون "قادیانیت کا غلبہ "2023ء" میں کے زیر عنوان قادیانیت کی اسی خام خیالی کو آشکار کیا ہے، جو اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک دلچسپ اور علمی مضمون ہے، جس میں حضرت مولانا سہیل باوا صاحب نے قادیانی کتب سے حوالے دے کر قادیانیت کی اس شر انگیزی کو منصۂ شہود پر لائے ہیں، لہٰذا یاد رہے کہ قادیانیت ایک کفر ہے، اور یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی سنت ہے، کہ وہ اپنے دین کے مقابلہ پر

کبھی بھی کسی شرک وکفر کو کھڑے نہیں ہونے دیتا، بلکہ اپنے دین کو غالب رکھتا ہے، اور اس حقیقت پر قرآن کریم، احادیث مبارکہ، اور تاریخ کے اوراق ہمیشہ سے گواہ رہے ہیں، وما علینا إلا البلاغ.

کتبہ
خالد محمود
کراچی

قادیانیت کا غلبہ ''2023ء'' میں

بلی کے خواب میں چھیچھڑے! آپ نے یہ محاورہ سنا ہوگا، ایسا ہی کچھ مرزا قادیانی کے پیروکاروں کے ساتھ ہورہا ہے، پہلے یہ کہتے تھکتے نہ تھے کہ 1952ء گزرنے نہ پائے کہ صوبہ بلوچستان کو احمدی بنا ڈالو، اب ایک اور نئی بات ان کی زبان زدِ عام ہے کہ 2023ء تک ساری دنیا ہماری ہوگی، کیسی بچوں جیسی اور بے وقوفوں والی باتیں کرتے ہیں، اصل وجہ یہ ہے کہ جو سنہرے خواب انہیں دکھائے گئے ہیں، اسی خوش فہمی میں اس کی تعبیر کو پورا کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

مرزا محمود قادیانی خلیفہ دوم کی وفات کے بعد ان کے فرزند مرزا ناصر قادیانی جب برسر اقتدار آئے، تو انہوں نے چند دن اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی جماعت کے پرانے تنازعات کو اُبھارا اور لاہوری جماعت کو رگیدا، ایک تو لاہوری جماعت نے ان کے ابتدائی خطبوں کا کچھ زیادہ نوٹس نہیں لیا، ثانیاً ہنوز ان کی تفصیلی ملاقات قادیانی امت کے بین الاقوامی سفیر سر ظفر اللہ خان قادیانی سے نہیں ہوئی تھی، اس لیے ان کے خطبوں اور تقاریر میں سیاسی رنگ موجود ہونے کے باوجود شوخ نہیں تھا، مگر چند ہفتوں کے اندر ہی انہوں نے سیاسی شوخی اختیار کی، اور وہ یہ کہتے سنائی دیئے:-

''افریقہ کے ملک گیمبیا میں ایک نہایت مخلص احمدی کو جو وہاں کی جماعت احمدیہ کے پریزیڈنٹ بھی ہیں، اللہ کے فضل وکرم سے ملک کا قائم مقام گورنر جنرل بنایا گیا ہے، الحمدللہ، ان کا نام الحاج ایف ایم سنگھاٹے ہے، ان کی عمر 56 سال کے قریب ہے، 1962ء میں وہ احمدی

ہوئے تھے، 1964ء میں انہیں اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ شریف کی سعادت عطا فرمائی۔''

الفضل کا بیان ہے کہ:

''جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری سنائی تو احبابِ جماعت نے بے ساختی نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے اور بلند آواز سے کہا کہ حضور کے عہد خلافت ثالثہ کی یہ پہلی خوشخبری اور کامیابی مبارک ہو۔''

(الفضل 24 فروری 1966ء)

دوسری اور سب سے اہم بات انہوں نے یہ فرمائی کہ:

''میں تمام جماعت کو جو کہ یہاں موجود ہے اور پوری دنیا کو کامل یقین کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال کے اندر دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہونے والا ہے، وہ دن قریب ہیں کہ جب دنیا کے بہت سے ممالک کی اکثریت اسلام کو قبول کر چکی ہوگی اور دنیا کی سب طاقتیں ملک (غالباً مل کر) بھی اس آنے والے روحانی انقلاب کو روک نہیں سکتے۔''

ان کا تبلیغ اسلام، غلبۂ اسلام، غیر مسلم اقوام کے اسلام کو قبول کرنے کے الفاظ سے کسی کو دھوکہ نہ کھانا چاہیے، مرزا غلام احمد قادیانی، مرزا محمود قادیانی، مرزا ناصر احمد بصراحت کہہ چکے ہیں کہ:

الف: ''اسلام سے مراد صرف وہی اسلام ہے جو ''قادیانیت'' کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔''

ب: یہ ''اسلام وہی معتبر ہوگا جو مرزا غلام قادیانی اور ان کی ذریت کے توسط سے پھیلے۔''

ج: ''غلبۂ اسلام سے مراد ہے: قادیانیت کا غلبہ''

د: ''جب یہ کہا جاتا ہے کہ حکومتیں اسلام قبول کر لیں گی اور اسلام کے ماتحت ہوں گی، اس سے مراد یہ ہے کہ یہ حکومتیں مرزا قادیانی کے پیروکاروں کی ہوں گی۔''

آئندہ سالوں میں قادیانیوں کا متعدد ملکوں پر اثر ورسوخ ہوجانا، یہ ان حضرات کے ذہن پر اس حد تک مسلط ہو چکا ہے کہ اب وہ اپنے ہر کام اور اپنی ہر اسکیم کو اسی محور کے سامنے رکھ کر ترتیب دیتے ہیں، اور برملا اس کا اظہار کرنے لگے ہیں کہ اب حصولِ اقتدار آج کل ہی کی بات ہے۔

نہیں کہا جاسکتا کہ آئندہ سالوں کو چھوڑ کر آئندہ دو تین سال بلکہ آئندہ چند ماہ تک کیا کچھ پردۂ غیب سے ظاہر ہونے والا ہے، کیا یہ حقیقت ہے کہ قادیانیوں کو کسی ملک کی حکومت ملنے والی ہے اور اب ان کا فیصلہ ہونے والا ہے؟

مرزا قادیانی کے پیروکاروں کا سیاست کاری اور دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کا خواب ان کے سربراہِ ثانی کے ارشادات کی بنیاد پر ہے۔ دنیا کا چارج سنبھالنا، حکومت پر قبضہ کرنا، اپنا اقتدار قائم کرنا، یہی تصورات تھے جن کی بدولت خلیفہ ربوی کے بعض سادہ لوح مریدوں کا ذہنی توازن بگڑ گیا تھا، اور آج ایک بار پھر خوابِ خرگوش میں مبتلا ہوگئے ہیں، اس کی عملی تدبیر کے لیے اپنے پیروکاروں کو باقاعدہ تربیت کی اور اپنے سحر سامری سے پیروکاروں کو حکومت پر قبضہ کرنے کے لیے شعوری اور غیر شعوری طور پر اُبھارتے رہتے ہیں۔

لیکن یہ بات ہمارے دائرۂ فکر و بحث سے یکسر خارج ہے، ہم جس اساس پر کام کر رہے ہیں اور جس کی دعوت ہم اپنے مسلم بھائیوں کو دیتے ہیں، وہ یہ ہے کہ:-

قادیانیت ایک تحریک ہے بغاوت کی، اگر صرف امت ہی کے خلاف ہوتی اور اس کا مقصد اسی حد تک محدود ہوتا کہ بعض مسلم حکومتوں کا تختہ اُلٹا جائے، تب بھی یہ بات ہمیں بے چین کرنے کے لیے کافی تھی، لیکن یہ بغاوت تو اس عظیم المرتبت ہستی کے خلاف ہے جو گلِ سرسبز ہیں اس کائنات کے اور جنہیں اولیں و آخریں، سیاہ و سپید، عجمی و عربی سب کا سردار و آقا بنایا گیا ہے اور جو امام الانبیاء بھی ہیں اور سید الرسل بھی، خاتم النبیّین بھی ہیں اور شافعِ روزِ جزا بھی ﷺ - اور اب یہ بغاوت گنبدِ خضرا کی دیواروں سے ٹکرانے کا فیصلہ کر چکی ہے، تو کسی ایسے شخص کے لیے جو رحمۃ للعالمین ﷺ پر ایمان رکھتا ہے، اور جس کی آرزو یہ ہے کہ حضور ﷺ قیامت کے

دن اس کی سفارش کریں اور یہ سفارش اذنِ الٰہی سے اس کے جہنم سے آزاد ہونے اور جنت کے مستحق ہونے کا وسیلہ بنے، اس کے لیے حرام اور قطعی حرام ہے کہ وہ کوئی دن ایسا گزارے جس میں اس کا دل' قادیانیت کے فروغ پر مسلمانوں کو اس سے بچانے کے لیے بے چین نہ ہو، اور کسی رات اس کے لیے بسترِ استراحت پر دراز ہونا جائز نہیں جس رات میں اس کا یہ عزم وارادہ، ولولۂ تازہ کی صورت اختیار نہ کرے، کہ علمائے کرام ومفتیان اور عالمِ اسلام کو بالعموم اور حرمین وجزیرۃ العرب کو بالخصوص' مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کی دعوت سے پاک رکھنے کی سعی میں ہمہ تن مصروف نہیں رہے گا۔

اور یہ کام اس عزم اور یقین کے ساتھ کرنا ہوگا کہ اگر کسی صاحبِ ایمان کو عالمِ بیداری میں بھی یہ الہام یا کشف ہوجائے، کہ آج شام غروبِ آفتاب کے ساتھ ہی ''قادیانی امت'' ساری کی ساری یا تو پھر سے مسلمان ہوجائے گی، اور یا اُسے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی کوشش کی استعداد سے محروم کردیا جائے گا، تب بھی اس پر فرض ہوگا کہ جب تک اس کی آنکھیں سورج کو غروب ہوتے دیکھ رہی ہیں، اور وہ اونچی دیواروں پر سورج کی انعکاسی روشنی کا مشاہدہ کررہا ہے، اس لمحے تک وہ اس اُمت کو قادیانیوں کی گمراہی سے محفوظ رکھنے اور خود قادیانیوں کو اسلام کی آغوشِ امن وراحت میں پھر سے واپس لانے کی کوشش میں مصروف رہے۔

اسی بنا پر ہم اس سے بے نیاز ہوکر کہ کل کیا ہونے والا ہے' قادیانی مسئلے اور قادیانیوں کے تصورات وعزائم کا بھرپور جائزہ لینا، اور اس سے حاصل شدہ نتائج کی طرف ہر اسلامیانِ عالم کو بالعموم اور مسلمانانِ پاکستان کو بالخصوص متوجہ کرنا اپنا دینی فرض سمجھتے ہیں، اور اس فرض کی انجام دہی ہر قیمت پر کرنے کا فیصلہ کرچکے ہیں۔

اس جملہ معترضہ کے بعد ہم پھر سے اس جانب متوجہ ہوتے ہیں کہ قادیانیوں کے عزائم اور ان کی مساعی کیا ہیں، اور وہ متوقع قادیانی حکومتوں پر قبضہ کرنے اور انہیں چلانے، نیز اپنے دشمنوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے کس نوع کی تیاریاں کررہے ہیں؟

مرزا ناصر احمد نے ۱۶ جون ۶۷ء کے خطبۂ جمعہ میں کہا:-

''آئندہ پچیس سال اسلام کے نشاۃ ثانیہ کے لیے بڑے ہی اہم اور انقلابی ہیں اور اسلام کے غلبہ کے بڑے بڑے سامان اسی زمانہ میں پیدا کیے جائیں گے۔ اس وقت اسی کثرت کے ساتھ مربی اور معلم چاہئیں۔ وہ معلم اور مربی کہاں سے لائیں گے، اگر آج اس کی فکر نہ کی گئی۔''

(الفضل،28جون1967ء)

اور جو بار بار عالمی سطح پر اپنے غلبہ کا اعلان کرتے ہیں تو اُن کے سامنے یہ بات بھی ہوتی ہے، کہ جب سربراہِ ثانی کو خود فزائی کی دھن ایک اور رنگ میں اس طرح سوجھی، کہتا ہے کہ:-

''نہیں معلوم کب خدا کی طرف سے ہمیں دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے، ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیے کہ دنیا کو سنبھالیں۔''

گویا بحر و بحر پر اپنے استیلاء کا خواب ان کے ہوش پر مسلط ہے، اپنے گروہ کو تلقین کی جارہی ہے کہ وہ نوائے سرورش کے لیے گوش برآواز رہے، پھر اس آرزوئے باطل کو اُبھارنے کے لیے یہ دعویٰ بھی نظر آتا ہے:-

''ہم احمدی حکومت کرنا چاہتے ہیں۔''

اس پر ایک الٹی میٹم کا اضافہ یوں کیا گیا:-

''اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہوجائے، تمہارے راستے سے کانٹے ہرگز دور نہیں ہوسکتے۔'' (خطباتِ محمود، ج:12، ص:273)

اس سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ مسلمانانِ عالم بلکہ اسلام ہی قادیانیت کے فروغ میں ایک کانٹا ہے، اس کانٹے کو چن چن کر نکال دو، راقم کے مطابق قادیانیت پر ناکامی کی دکھ بھری صدی کے بیت جانے کے بعد بھی غلبے کی سوچ پیدا کرنا، سوائے دماغی فتور وظہور کے کچھ نہیں ہے، جنابِ والا!! ہوائی قلعے تعمیر کرنا کسی ہوشمند کا کام نہیں۔

علمی سطح پر قادیانیوں کی یہ تبلیغی اور تنظیمی سرگرمیاں جس تنقید وتبصرے کی محتاج ہیں اور اُن کے پروپیگنڈے میں جو مبالغہ آرائیاں ہیں، وہ ان کی سطحیت ہے اور یہ کہ ان سرگرمیوں کو قادیانی اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کر کے جس غیر دینی ذہن کا ثبوت مہیا کر رہے ہیں، اس کی نقاب کشائی' یہ ایک اہم اور مستحقِ توجہ عنوان ہے، اور یہ بات بھی وضاحت کا تقاضا کرتی ہے کہ کیا صداقت کا معیار کئی کروڑ روپے جمع کر لینا، بہت سے لوگوں کو اپنے دام میں پھنسا لینا اور جگہ جگہ اپنے اَڈے قائم کرنا ہے، یا صداقت کا معیار کتاب اللہ کے مطابق سچا ثابت ہونا ہے؟!

لیکن جس مقصد کے پیشِ نظر راقم نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے، یہ مباحث اس سے غیر متعلق ہیں، اس لیے ہم یہاں صرف اسی قدر عرض کرنے پر اکتفا کرتے ہیں، کہ اگر خدانخواستہ تم قادیانی اُمت بیسیوں ملکوں پر اپنی حکومت قائم کرنے میں بھی کامیاب ہو جائے اور اس کی جائیدادوں کا سلسلہ دنیا کے امیر ترین ملکوں سے بھی بڑھ جائے، لیکن کتاب وسنت کی بھی کسوٹی پر یہ اُمت جھوٹی اور بدعقیدہ ثابت ہوتی ہے، تو ایک مومن ایک لمحہ کے بھی ہزارویں حصے میں بھی تردد اور تأمل کا شکار نہ ہوگا، اور وہ قادیانیت کو کذبِ صریح سمجھ کر اس کو دعوتِ حق اور اس سے انسانوں اور مسلمانوں کو بچانے اور محفوظ رکھنے کے لیے ہر ممکن جدوجہد میں مصروف رہنا اپنی نجات کا ذریعہ سمجھے گا۔

مرزا قادیانی کے پیروکاروں کے حالیہ بیانیہ کی حقیقت صرف اور صرف مسافر کے سراب کی فریب کاریوں سے زیادہ نہیں ہے، ان کا حال انکارِ ختمِ نبوت کے بیابان میں اُن کے سربراہ کے دعووں کے سراب کے جلوہِ بے حقیقت کے اثر کے نیچے عقل معطل ہو کر رہ گئی ہے، جماعت قادیان کے نزدیک خلافت ایک دنیاوی بادشاہت کی حیثیت رکھتی ہے، ایسا لگتا ہے کہ سیاست بازی خلیفہ جی کی گھر کی لونڈی ہے، مذہب یا تو زیبِ داستاں کے لیے تھا یا اس کا مصرف صرف سیاست کی پردہ داری تھی، کبھی ان پر سیاست کا ایسا جنون مسلط ہو جاتا تھا کہ وہ جزم واحتیاط کے سارے پردے چاک کر کے برملا کہہ دیتا تھا:-

غلبہ حاصل کرنے کے بارے میں اب راقم کچھ خلیفہ جی کے اپنے ارشادات ہدیۂ قارئین

کرتا ہے:-

''اسلام کی ترقی احمدی سلسلہ سے وابستہ ہے اور چونکہ یہ سلسلہ مسلمان کہلانے والی حکومتوں میں پھیل نہیں سکتا، اس لیے خدا نے چاہا ہے کہ ان کی جگہ اور حکومتوں کو لے آئے، پس مسلمانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے تمہاری ترقی کا راستہ کھول دیا ہے۔'' (خطباتِ محمود، ص: 211-212)

مزید کہتا ہے کہ:-

''ہم میں سے ہر ایک آدمی یہ یقین رکھتا ہے کہ تھوڑے عرصہ کے اندر ہی خواہ اس وقت ہم زندہ رہیں یا نہ رہیں، لیکن بہر حال وہ عرصہ غیر معمولی طور پر لمبا نہیں ہوسکتا۔ ہمیں تمام دنیا پر نہ صرف عملی برتری حاصل ہوجائے گی۔ یہ خیال ایک منٹ کے لیے کسی سچے احمدی کے دل میں غلامی کی روح پیدا نہیں کرسکتا۔ جب ہمارے سامنے بعض حکام آتے ہیں تو ہم اس یقین اور وثوق کے ساتھ ان سے ملاقات کرتے ہیں کہ کل یہ نہایت عجز و انکساری کے ساتھ ہم سے استمداد کر رہے ہوں گے۔''

(خطباتِ محمود، ج: 19، ص: 241)

''اس وقت حکومت احمدیت کی ہوگی، آمدنی زیادہ ہوگی، مال و اموال کی کثرت ہوگی، جب تجارت اور حکومت ہمارے قبضہ میں ہوگی، اس وقت اس قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔''

(خطباتِ محمود، ج: 10، ص: 177)

دیکھ لیجیے! خلیفہ جی مستقبل قریب میں حصولِ اقتدار کی اُمیدیں کس قدر وثوق سے لگائے بیٹھے ہیں، اور یہ اعلان بالوضاحت کیا جارہا ہے کہ مسلمانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے حکومت ان کو نہیں، بلکہ صرف اور صرف قادیانیوں کو ہی ملے گی، ان کے بلند و بالا دعووں کے مطابق حکومت

تو آج نہیں مل سکی اور نہ ہی کسی حکومت نے انہیں جانشینی کا حق دیا اور وہ دیوار بھی گر گئی، جس کے نیچے بقول اُن کے ''احمدیت کا خزانہ مدفون تھا'' اور جس کے بل بوتے پر ہر نپٹنے والے سے نپٹنا تھا۔ خلیفہ جی کے ان تمام اقتباسات سے واضح اور صاف پیغام مل رہا ہے، کہ ان کی سیاسی جہد کا مقصد صرف اور صرف مسلمانوں کو دیوار کے ساتھ لگانا ہے۔

خلیفہ جی کی تقریر اور تحریر میں ایسے تمرُّد کا مظاہرہ کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں، ان کی مزعومہ بادشاہت اپنے حد تک ہی رہ گئی، اس نے اپنے پیروکاروں کو ''قردۃ خاسئین'' بنا ڈالا ہے، وہ اس کے ہاتھ میں اس طرح رقص کرتے ہیں جس طرح بندر مداری کے ہاتھ میں۔

بندر مداری سے بھاگ کر جنگل میں نہیں جانا چاہتا، کیوں کہ اس کی فطرت مسخ ہو چکی ہوتی ہے، اگر مداری اس کو چھوڑ بھی دے تو وہ بھاگ کر اس کے پاس لوٹ آئے گا، اس کو اب مداری کی زنجیر میں ہی آرام ملتا ہے۔ سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے، یہ لوگ ذہنی غلامی میں رہ کر ہر لحاظ سے ایک اجنبی قوم بن چکے ہیں، اس عملِ مسخ کو ان کے خلیفہ جی اپنا ''شاہ کار'' تصور کرتے ہیں۔ اس نظام کا بطن اور مغز جزام کا شکار ہو چکا ہے۔ اب تک تو غلبے کی نا اُمیدی کا رونا اور فتح کی اُمید کو پاش پاش ہوتا دیکھ کر زخمی سانپ کی طرح بے تاب ہیں،

مسلمانوں میں انتشار کی صورتِ حال پیدا کرنے کے لیے سیاسی جوڑ توڑ میں مشغول نظر آ رہے ہیں، اس لحاظ سے کہ 2023ء کے غلبے کی اُمید پر پانی نہ پھر جائے، اس کی مشق سربراہِ ثانی تو پہلے ہی کروا چکے ہیں، یہ بھی ایک طویل داستان ہے۔ راقم سمجھتا ہے کہ اس خلافتی حکومتی خاکہ کو قلم و قرطاس کے تعاون سے ایک حسین انداز میں محفوظ کر دیا جائے تو بہت بہتر ہوگا۔

قادیانی اُمت یوں چالیس سے زائد ممالک میں اپنے مشن قائم کرنے اور ان کو مسلسل چلانے میں خلیفہ جی کے کن احکام کے منتظر رہتے ہیں، اس سوال کا جواب پانے اور اپنے لیے عبرت و موعظت کا درس لینے اور جو فرض ہم پر بحیثیت مسلمان ہونے کے عائد ہوتا ہے اس سے عہدہ برآ ہونے کی تحریک اپنے اندر پیدا کرنے کے لیے ہمیں اس نوزائیدہ اُمت کے حالات کا

مکمل جائزہ لینا ہوگا، اور ضروری ہے کہ یہ جائزہ بے لاگ بھی ہو اور اس سے غلط تأثر لینے سے بھی اجتناب کیا جائے۔

ہمہ گیر اسکیم

قادیانی امت جس اسکیم کے تحت توسیع کا جو کام کر رہی ہے، وہ ایک ہمہ گیر منصوبہ ہے جو متعدد تنظیموں کے ذریعے پایۂ تکمیل تک پہنچایا جا رہا ہے، ان تنظیموں کو ہم دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں: ایک تو وہ جو مرزا محمود احمد نے قائم کیں اور اب تک کام کر رہی ہیں، دوسرا جو مرزا ناصر قادیانی سربراہ ثالث نے جاری کیں، مرزا محمود نے اپنے زمانے میں سات اہم تنظیمیں قائم کیں: ایک وہ ہے جو مرزا غلام قادیانی نے قائم کی تھی جسے مرزا محمود نے قائم رکھا، یہ سب مندرجہ ذیل ہیں:

۱:- صدر انجمن احمدیہ ربوہ (قائم کردہ مرزا غلام احمد)

۲:- تحریکِ جدید

۳:- تحریکِ وقفِ جدید

۴:- خدام الاحمدیہ

۵:- انصار اللہ

۶:- لجنۃ اماء اللہ

۷:- ناصرات الاحمدیہ

صدرِ انجمن احمدیہ ربوہ

یہ انجمن صدر انجمن احمدیہ قادیان کی جانشیں ہے، (قادیان میں یہ تنظیم بدستور موجود ہے) اس انجمن کا مقام سب تنظیموں سے بلند و بالا ہے۔ اور اُن کا خیال ہے کہ یہی انجمن' خلافت کی ماتحت ہے، مگر قادیانیوں کے نزدیک اس انجمن کی حیثیت یہ تو نہیں، البتہ وہ اسے مرکزی انجمن کی

حیثیت سے تسلیم کرتے ہیں جو جملہ امور کی نگران ہو۔

اس انجمن کا بجٹ (1966ء-1967ء)26,64,810(چھبیس لاکھ چونسٹھ ہزار آٹھ سو دس روپے) ہے۔اس کے متعدد شعبے ہیں اور غالباً جملہ نظارتیں اسی کے تحت کام کرتی ہیں۔

صدر انجمن احمدیہ کے تحت حسبِ ذیل نظارتیں قائم ہیں:

۱:-نظارتِ علیا:

صدر انجمن احمدیہ کی براہِ راست نگرانی میں شعبوں کے علاوہ جملہ امور کی نگہداشت اس نظارت کے ذمہ ہے۔

۲:-نظارتِ دیوان:

دفتری کارکنوں کی تقرری، تنزل، تبادلہ وغیرہ کی انجام دہی کے لیے ہے۔

۳:-نظارتِ بیت المال:

حساب وکتاب، افرادِ اُمت کے چندوں کا احتساب اور ریکارڈ اور بجٹ کی تیاری کا کام اس کے ذمے ہے۔

۴:-نظارتِ امورِ عامہ:

قادیانی امت میں نظم وضبط کا قیام اور باہمی تنازعات کو دور کرنے اور مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لیے۔

۵:-نظارتِ امورِ خارجہ:

قادیانی اُمت کے خارجی معاملات مثلاً: اہلِ سیاست، اہلِ علم، حکام اور دوسرے طبقات سے روابط وغیرہ کا کام اس نظارت کے ذمے ہے۔

۶:-نظارتِ اصلاح وارشاد:

قادیانی اُمت کے مربیوں کی رہنمائی، اعتراضات کے جوابات، جماعت کی تربیت، جلسہ سالانہ کا پروگرام مرتب کرنا اور قادیانی اُمت کے اخبارات ورسائل کی نگرانی یہ نظارت کرتی ہے۔

''الفضل اسی نظارت کے زیرِ اہتمام شائع ہوتا ہے۔''

۷:-نظارتِ تعلیم:

قادیانیوں کے قائم کردہ پرائمری، مڈل اور ہائی اسکولوں، کالجوں، زنانہ ہائی اسکولوں کی نگرانی اور ان کے قیام وانصرام کی ذمے داری اس نظارت کے ذمے ہے۔

۸:-نظارتِ زراعت:

قادیانی امت کے زمینداروں اور کسانوں کو مشورہ دینے کے لیے۔

۹:-نظارتِ تجارت:

قادیانیوں کی تجارت کو فروغ دینے کے لیے اور ملک کی اہم تجارتوں پر قادیانیوں کے قبضہ وتصرف کے اہتمام کے لیے یہ نظارت کام کر رہی ہے۔

۱۰:-نظارتِ خدمتِ درویشاں:

قادیانیوں کے سیاسی مقاصد کا اہم شکار، قادیان میں 313 قادیانی درویشوں کا قیام ہے، یہ درویش کیا کیا سیاسی کام انجام دیتے ہیں اور ہر سال یہ لندن اور ربوہ میں آتے ہیں، تو کیا خدمات ان کے سپرد ہوتی ہیں؟! ان سب سے قطع نظر یہ بات خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے، کہ قادیان میں متعین درویشوں کے مصارف کی ذمہ داری'' ربوہ'' کے ذمہ ہے، یہ نظارت اسی مقصد کے لیے قائم کی گئی ہے۔

یہ جارحانہ انکارِ ختم نبوت کے گروہ کی عمر اس وقت 120 سال ہو چکی ہے، اس سے پہلے بھی ایک دور تھا جو 1914ء کو ختم ہوا۔ دوسرا دور محمودی استبداد کا تھا، اس کی عمر پچاس سال تھی۔ جونہی

حکیم نورالدین کی وفات ہوئی، محمودی دسیسہ کاری کا ابوالہلول نمودار ہوا، قادیان کے بعد ربوہ کی فضا بڑی سازگار ثابت ہوئی، محمود کے سارے پروگراموں کا مفاد اس کی اپنی آمریت کو قائم کرنا اور جماعت میں ''سمعنا و أطعنا'' کی ذہنیت پیدا کرنا تھا، اس نے جماعت میں اپنے لیے وہی مرتبہ پیدا کیا جو مذہب میں نبی اور سیاست میں ڈکٹیٹر کا ہوتا ہے، اس تخریبی اور ابلیسی تربیت کے لیے اس نے خواب اور رؤیا کا سہارا لیا، کیونکہ ان کے سامنے دلیل اور حجت کی گنجائش تو تھی نہیں، اور پھر اپنے خوابوں کے قافلے کو اس ہنرمندی، چابکدستی سے چلایا کہ مرید اُن کو الہام اور وحی متصور کر کے اپنی عقل کو معطل کرتے رہے، جب یہ لوگ چکی کے پاٹوں میں پس کر سرمۂ ہفت نظر ہو گئے، تو تقریباً بیس سال بعد اس نے ساختہ پرداختہ نظام کی بنیاد ڈالی، اس کا نام رکھا ''تحریکِ جدید''۔

''تحریکِ جدید'' کو فروغ دینے کے لیے خلیفہ جی نے جماعت کے نوجوانوں سے وقف زندگی کی اپیل کی، قادیانی نوجوان تمناؤں سے سرشار ہو کر خلیفہ جی کے یمین و یسار جمع ہو گئے، ''تحریکِ جدید'' کو قائم کرنے کا اصل مقصد یہی تھا۔

یہ تحریک مرزا محمود احمد نے 1934ء میں اس وقت شروع کی جب مجلسِ احرارِ اسلام ہندوستان نے قادیانیت کے مقابلے پر محاذ قائم کیا، مجلسِ احرار کی تحریک چونکہ انتہائی پرجوش تھی، اس لیے اولاً تو مرزا محمود اس سے گھبرا گئے اور کہنے لگے:

> ''اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت میں بھی ایک حصہ ایسا ہے جو ہمیں کچلنا چاہتا ہے اور رعایا میں بھی ہمیں کیا معلوم کہ ہماری مدنی زندگی کہاں سے شروع ہوتی ہے اور ہمیں کیا معلوم کہ ہماری شوکت و طاقت کا مرکز کہاں ہے؟! یہ ہندوستان کے کسی بھی شہر میں بھی جڑ سکتا ہے اور چین، جاپان، فلپائن، سماٹرا، جاوا، روس، امریکہ، غرضیکہ دنیا کے کسی ملک میں بھی ہو سکتا ہو، اس لیے جب ہمیں بھی یہ معلوم ہو کہ لوگ بلاوجہ جماعت کو ذلیل کرنا

چاہتے ہیں، کچلنا چاہتے ہیں تو ہمارا ضروری فرض ہوجاتا ہے کہ باہر جائیں اور تلاش کریں کہ ہماری زندگی کہاں شروع ہوتی ہے۔''

(الفضل 29 نومبر 1934ء)

لیکن اس کے ساتھ انہوں نے ''تحریکِ جدید'' کی داغ بیل ڈالی، جس کے مقاصد تو انہوں 35 بتائے، مگر اصل مقاصد حسبِ ذیل ہیں:

1:- تبلیغ ممالک بیرون

2:- رخصت کے ایام میں خدمتِ دین

3:- نوجوان زندگیاں وقف کریں

4:- جائدادیں وقف کی جائیں

5:- صاحبِ پوزیشن جلسوں میں لیکچر دیں

6:- مخالفانہ لٹریچر کا جواب دیا جائے

7:- بے کار افراد دنیا میں پھیل جائیں، کمائیں اور تبلیغ بھی کریں

8:- مرکز (قادیان) میں مکانات بنائے جائیں، تاکہ مرکز وسیع ہو۔

9:- حلف الفضول قسم کا معاہدہ کیا جائے

یہ تحریک قادیانی مذہب کی ریڑھ کی ہڈی ہے، اوپر قادیانی مشن اور کام کا جو نقشہ دیا گیا ہے وہ ''تحریکِ جدید'' ہی کا کام ہے۔ ''تحریکِ جدید'' کا سالانہ بجٹ (1966ء-1967ء) 38,13,380 (اڑتیس لاکھ تیرہ ہزار تین سو اسی) روپے تھا۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ تحریکِ جدید کی اپنی بلڈنگ ربوہ میں تھی۔ اس کے صدر دفتر کے ملازمین کے متعدد کوارٹرز بھی بنائے گئے تھے۔

ربوہ میں اس تحریک کا اپنا پریس بھی تھا، جس میں عربی، انگریزی اور اور دیگر زبانوں میں لٹریچر شائع ہوتا تھا۔

اس تحریک کے تحت مبلغین تیار کرنے کا ایک ادارہ جامعہ احمدیہ عرصے سے مختلف ملکوں میں کام کر رہا ہے۔

یہ بات خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے کہ اس تحریک کے تحت کام کرنے والے مربیان، قادیانی جوان اور دفاتر کے ملازم اور ڈاکٹر، صحافی سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دامِ تزوِیر میں پھنسانے میں مصروف ہیں۔

دوسری مستحقِ التفات بات یہ ہے کہ یہ تحریک 1934ء میں دس برس کے لیے جاری کی گئی تھی، 1944ء میں اس کی مدت میں نو سال کا اضافہ ہوا، لیکن 1953ء میں اُسے دائمی قرار دے دیا گیا، اس تحریک میں چندہ دینے والوں کی تعداد مرزا محمود کے قول کے مطابق بیس بائیس ہزار ہے جو پچاس پچاس سو سو روپے چندہ دیتے ہیں۔

وقفِ جدید

وقفِ جدید کی تحریک مرزا محمود نے 1951ء میں شروع کی، اس تحریک کا مقصد تھا:

> ''ایسے لوگ تیار کیے جائیں جو کسی حصۂ ملک میں بیٹھ جائیں اور ایک نظام کے تحت اصلاح وارشاد کا کام کریں۔''

گو اس وقت یہ ایک ''محدود'' تحریک تھی اور 1965ء تک کی رپورٹ کے مطابق صرف 71 قادیانی مبلغ اس کے تحت کام کر رہے تھے، اور اس کا بجٹ ایک لاکھ ستر ہزار روپے تھا، لیکن یہ ایک وسیع تصور کی حائل تحریک ہے۔ مرزا محمود احمد کے قول کے مطابق:-

> ''اگر یہ اسکیم کامیاب ہوگئی تو تم دیکھو گے کہ دو تین کروڑ لوگ تمہارے اندر داخل ہوجائیں گے اور جب دو کروڑ اور آدمی تمہارے ساتھ شامل ہوجائیں گے تو آمدنی کی کمی خود بخود دور ہوجائے گی اور کروڑ آدمی چھ روپیہ سالانہ دیں تو بارہ کروڑ روپیہ بن جاتا ہے۔ اگر ایک کروڑ روپیہ

ماہوار ہوتو دو لاکھ مبلغ رکھا جاسکتا ہے، جو چوبیس لاکھ مربع میل میں پھیل جاتا ہے اور اتنا رقبہ تو ہمارے سامنے پاکستان کا بھی نہیں۔''

(الفضل 15 جنوری 1958ء)

تحریکِ وقفِ جدید نے گزشتہ سال اپنا مرکزی دفتر بنایا ہے، جس پر تقریباً ایک لاکھ روپیہ صَرف ہوا۔

اس تحریک کا ایک قابلِ توجہ پہلو یہ بھی ہے کہ جونوجوان قادیانیت کی تبلیغ کے لیے اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں، وہ تقریباً ساٹھ ستر روپے ماہوار اس تحریک سے لیتے ہیں۔

دوسری بات لائقِ التفات یہ ہے کہ اس تحریک کے تحت قادیانی زمینداروں کو زمین وقف کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔

انصاراللہ

اس تنظیم کے مقاصد حسبِ ذیل ہیں:

1:- تعلیم کی توسیع

2:- تبلیغ اور وعظ و نصیحت

3:- تربیتِ افرادِ جماعت

4:- افرادِ جماعت کی دنیوی ترقی کی تدابیر عمل میں لائیں۔

مرزا محمود آنجہانی نے انصاراللہ کا ایک بڑا مقصد یہ بھی قرار دیا کہ وہ ''خلافت'' کی حفاظت کریں۔ انصار کے ایک اجتماع میں انہوں نے کہا:-

''تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی ''خلافت'' کو ''ہمیشہ ہمیشہ'' کے لیے قائم رکھتے چلے جاؤ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسلٍ چلتا چلا جائے۔''

(الفضل، 24 مارچ 1957ء)

چنانچہ مرزا محمود نے جو عہد نامہ انصار اللہ کے لیے ترتیب دیا، اس میں یہ شق بھی رکھی:-

''میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔'' (الفضل 26 مارچ 1957ء)

گویا انصار اللہ کی تحریک، جماعت کے استحکام، خلافت کی حفاظت، اور خلافت کے جو مخالف اندرونِ جماعت ہوں، اُن کی خوشحالی کے لیے قائم کی گئی ہے۔ اس تنظیم کا اپنا آرگن ''انصار اللہ'' کے نام سے شائع ہوتا ہے۔

مجلس انصار اللہ کے مرکز کے شعبے اور قائدین حسبِ ذیل ہیں:

1:- قائدِ عمومی

2:- قائدِ مال

3:- قائدِ تعلیم

4:- قائدِ تربیت

5:- قائدِ خدمتِ خلق

6:- قائدِ ذہانت وصحتِ جسمانی

مجلس انصار اللہ میں صرف وہی قادیانی شامل کیے جاتے ہیں، جن کی عمر 40 سال یا اس سے زائد ہو۔

خدام الاحمدیہ

یہ تنظیم قادیانی امت کے نوجوانوں کی تربیت اور خدمتِ خلق کے نام سے عام باشندگانِ ملک سے رابطے کے لیے قائم کی گئی ہے، یہ تنظیم قادیانی اُمت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، اس کا دائرہ کار بے حد وسیع ہے۔ یہ بیک وقت اندرون وبیرون جماعت سے متعلق اہم امور کی تکمیل کے لیے قائم کی گئی ہے، اور اس کا دائرہ کار لندن اور ربوہ سے ''پاکستانی سرکاری

اداروں'' تک وسیع ہے۔دوسری بہت سی تحریکات کی نگرانی بھی یہی تنظیم کرتی ہے۔

اس تنظیم کے شعبے حسبِ ذیل ہیں:

1:- مال

2:- وقارِ عمل

3:- تربیت واصلاح

4:- تعلیم وذہانت

5:- صحتِ جسمانی

6:- اصلاح وارشاد

7:- اطفال

8:- اشاعت

9:- صنعت وتجارت

10:- حفاظتِ خلیفہ (حفاظتِ مرکز کے لیے نیم فوجی اہتمام اُسے قادیانی کوڈ وَرڈز میں ''تجنید'' کہا جاتا ہے۔''تجنید'' عربی لفظ ہے،جس کے معنی ہیں:''فوجی بنانا۔''

11:- خدمتِ خلق وغیرہ

خدام الاحمدیہ سیاسی اور مذہبی دنیا کی وہ واحد تنظیم ہے جسے دنیا کے واحد ملک پاکستان میں اسی اَمر کی اجازت عطا کی گئی ہے، کہ اس کی زیرِ نگرانی منظم ایک فوجی یونٹ فوج میں بھرتی ہو اور وہ اپنے وجود کو دوسروں سے منوائے۔انکوائری رپورٹ کے جج صاحبان شہادت دیتے ہیں:

''احمدی ایک متحد منظم جماعت ہے،اس کا صدر مقام ایک خالص احمدی قصبے (ربوہ) میں واقع ہے، جہاں ایک مرکزی تنظیم قائم ہے،جس کے مختلف شعبے ہیں، مثلاً: شعبہ امورِ خارجہ،شعبہ امورِ داخلہ،شعبہ امورِ عامہ، اورشعبہ نشر واشاعت، یعنی وہ شعبے جو ایک باقاعدہ سیکرٹریٹ کی تنظیم میں ہوتے

ہیں، وہ سب یہاں موجود ہیں۔ ان کے پاس رضا کاروں کا ایک دستہ بھی ہے جس کو خدامِ دین (دراصل خدام الاحمدیہ) کہتے ہیں۔ ''فرقان بٹالین'' اسی دستہ میں سے ایک ہے اور یہ خالص ''احمدی بٹالین'' ہے جو کشمیر میں خدمات انجام دے چکی ہے۔'' (انکوائری رپورٹ،ص:211)

خدام الاحمدیہ کے حلف نامے میں کہا گیا ہے:

''ہم اللہ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لیے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے، اور اس مقدس فرض کی تکمیل کے لیے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔ ہم نظامِ خلافت اور اس کے استحکام کے لیے آخر دم تک جدو جہد کرتے رہیں گے۔''

لُجنہ اماءاللہ

یہ عورتوں کی ایک ایسی انجمن ہے جس کے بارے میں دو انتہائی متضاد آراء سامنے آتی رہتی ہیں، اس تنظیم کے حامی حضرات کہتے ہیں کہ عورتوں اور قادیانی بچیوں کی اصلاح و تربیت، تعلیم، اصلاح وارشاد، دستکاری سکھلانے اور ان کے مالی امور کی نگہداشت کا کام اس تنظیم کے ذمے ہے۔

قادیانی نظم میں بیرونِ ملک کی وہ عمارتیں جو ''قادیانی عبادت'' کے نام سے بنائی جاتی ہیں، اور جن کی حیثیت مسلمانوں کے نزدیک مرزواڑے کی ہے، ان میں سے بعض اہم عبادت

گاہوں کی ذمہ داری بالعموم قادیانی عورتوں پر ڈالی جاتی ہے اور یہ تنظیم اس کے حصولِ چندہ کا اہتمام کرتی ہے۔

اس لجنہ کے بارے میں بعض ثقہ ترین قادیانیوں کی آراء بے حد سنگین ہیں، اور یہ آراء اُن کے ذاتی مشاہدات اور آراء کی بنا پر قائم ہوئی ہیں۔

اِن صفحات میں ان آراء کا نقل کرنا بھی ہمارے لیے انتہائی تکلیف دہ ہے، منجملہ دوسرے قادیانیوں کے ایک انتہائی ثقہ آدمی قادیانی شیخ عبدالرحمن مصری کا ایک عدالتی بیان جو متعدد کتابوں میں شائع ہو چکا ہے، اور اسی طرح کے دوسرے بیانات جن میں قادیانی خواتین کی تنظیموں کو غیر اخلاقی اعمال وافعال کے مراکز بتایا گیا ہے۔

اطفالِ احمدیہ و ناصرات الاحمدیہ

یہ دونوں تنظیمیں قادیانیوں کے چھوٹے بچوں کے لیے ہیں۔ ان کا کام ہے قادیانیوں کی آئندہ نسل کو عقیدے اور عمل دونوں میں راسخ قادیانی بنانا اور انہیں اپنے مشن کے لیے تیار کرنا۔

ماضی میں ایک اسکیم میں پچاس ہزار روپے کی کمی تھی، مرزا ناصر نے یہ نفسیاتی حربہ اختیار کیا کہ اس کمی کو صرف چھوٹے بچے ہی پورا کریں، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ رقم قادیانی بچوں اور بچیوں نے پوری کر دی۔

قادیانی اُمت کی ان تنظیموں کے اس سرسری جائزے سے ہر شخص کے لیے یہ موقع فراہم ہو جاتا ہے، کہ اگر وہ قادیانیت کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہے اور بالیقین یہ دعوت' دعوتِ ارتداد ہے اور وہ اپنے اندر یہ ایمانی جذبہ بھی پاتا ہے، کہ قادیانی امت جس بے پناہ اور عملِ پیہم کے ذریعہ مسلمانوں کو مرتد بنانے اور انہیں حضور سرورِ کونین (بآبائنا و أمهاتنا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے منحرف کر کے مرزا غلام احمد کا اُمتی بنانے میں کوشاں ہے، وہ ہر سال تقریباً لاکھوں پاؤنڈ اسی مقصد کے لیے صرف کر رہی ہے، .... تو اس سلسلے کے سدِباب اور

مسلمانوں کوارتداداور ذہنی وعملی انتشار سے محفوظ رکھنے کے لیے اسے کیا کرنا چاہیےاور کس طرح کرنا چاہیے، یہ بھی سوچنا ہے۔

اور راقم کی نظر میں یہ خلافتی خاکہ اور نظامِ جماعت ہی نہیں، بلکہ ایک پورے ملک کا انتظام و انصرام کا منظرنامہ پیش کیا جارہا ہے، انہی مقاصد کے پیشِ نظر پورا خاکہ تیار کیا گیا ہے۔ یہ لوگ جس ملک میں بھی ہوں گے وہاں کے امیرِ جماعت کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ یہ سسٹم پوری جماعت پر لاگو کرے، اس لیے راقم بار بار یہ کہتا ہے کہ یہ لوگ کسی بھی ملک کے وفادار نہیں ہیں، اس سلسلے میں سربراہِ ثانی کا ایک اور قول ملاحظہ فرمایئے، کہتے ہیں:-

"یہ مت خیال کرو کہ ہمارے لیے حکومتوں اور ملکوں کا فتح کرنا بند کر دیا گیا ہے، بلکہ ہمارے لیے بھی حکومتوں اور ملکوں کا فتح کرنا ایسا ہی ضروری ہے۔" (خطباتِ محمود، ج:18،ص:3)

بہت کم لوگ اس حقیقت سے آگاہ ہوں گے کہ سربراہِ ثانی کا پلان تقسیمِ ملک سے پہلے ضلع گورداسپور ہی کا تھا، اس کا مقصد پورا ہندوستان پھر مکمل کشمیر تھا، لیکن آغاز یہیں سے لینا تھا۔ کہتے ہیں کہ:-

"گرداسپور کے متعلق میں نے غور کیا ہے، اگر ہم پورے زور سے کام کریں تو اس سال میں فتح کر سکتے ہیں۔"

(خطباتِ محمود، ج:13،ص:91-92)

مزید اسی ضمن میں کہتے ہیں کہ:

"ایک تو جماعت کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اور نہیں تو ضلع گورداسپور کو اپنا ہم خیال بنالیں۔ احمدیوں کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں، جہاں وہی ہوں اور دوسروں کا کچھ اثر نہ ہو............احمدیوں کے پاس ایک چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا بھی نہیں ہے جہاں احمدی ہی احمدی ہوں، کم از کم ایک علاقہ تو

مرکز بنالو۔ اور جب تک اپنا مرکز نہ ہوجس میں کوئی غیر احمدی نہ ہو، اس وقت تک تم مطلب کے مطابق امور جاری نہیں رکھ سکتے۔ ایسا علاقہ اس وقت تک ہمیں نصیب نہ ہوگا جو خواہ چھوٹے سے چھوٹا ہو، مگر اس میں غیر احمدی نہ ہوں، جب تک یہ نہ ہو، اس وقت تک ہمارا کام بہت مشکل ہے۔" (خطباتِ محمود، ج:7،ص:292)

اس موقع پر امن پسندانہ اشاعتِ اسلام کی دعویدار جماعت قادیان کے سربراہِ ثانی کا ایک اہم حکم نامہ قارئین کے لیے پیش کرنا بے جانہ ہوگا۔ ملاحظہ فرمالیں:-

"جو احباب بندوق کا لائسنس حاصل کرسکتے ہیں، وہ لائسنس حاصل کریں اور جہاں تلوار رکھنے کی اجازت ہے، وہ تلوار رکھیں۔"

(الفضل، 22 جولائی 1920ء)

ناکامی ان کا مقدر بن چکی ہے

مذکورہ بالا ساری تدبیریں ان کی ناکام ہوئیں اور ان کا یہ غلبے کا خواب شرمندۂ تعبیر کبھی بھی پورا نہ ہو سکے گا۔ ان شاءاللہ

پاکستان بننے سے مرزا غلام احمد کا کذب اور نمایاں ہوا۔ مرزا غلام احمد نے قادیان کو دارالامان قرار دیا تھا۔ مرزا غلام احمد کی زندگی میں قادیانیوں کا اخبار "بدر" تھا۔ اس کی 25 اکتوبر 1906ء کی اشاعت کے صفحہ نمبر:14 پر قادیان کا ذکر دو مقامات پر اس طرح ہے:-

(1) حکیم فضل دین بھیرہ سے جلد قادیان پہنچیں، اس کے لیے لکھا ہے:-

"اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کو کامیابی کے ساتھ جلد واپس دارالامان پہنچائے۔"

(2) قادیانی شاعر اکبر کی نظم بھی بدر کے اسی صفحہ پر ہے:

"امام اپنا عزیزو اس زماں میں
غلام احمد ہوا دارالاماں میں

غلام احمد مسیحا سے ہے افضل

بروزِ مصطفیٰ ہوکر جہاں میں"

مرزا غلام قادیانی کہتا ہے:-

"مجھے 19 اپریل 1904ء کو الہام ہوا، "مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ آمِنًا"۔

اس پر مرزا غلام قادیانی نے کہا:-

"میں قادیان کے لیے دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا۔"

(الحکم،24، اپریل 1904ء، تذکرہ، ص:512)

مرزا بشیر احمد نے سیرت المہدی کے ٹائٹل پر بھی یہی نام قادیان دارالامان لکھوایا، یہ 1935ء میں شائع ہوئی۔

قادیانی آرگن "الفضل" کے ہر صفحے پر آپ روزنامہ الفضل قادیان دارالامان لکھا پائیں گے۔

یہ دارالامان کب تک رہا 1947ء تک۔ مرزا غلام نبی جانباز مرحوم نے بتایا کہ میں اس وقت قادیان تھا، جب سکھوں نے قادیانیوں کو ان کے گھروں سے نکالا اور بہشتی مقبرہ کی آبروریزی بھی کی، مرزا صاحب نے دیکھا کہ قادیانی اب پاکستان کی طرف دوڑ رہے تھے اور دارالامان کی طرف دیکھ رہے تھے، اور یہ کہہ رہے تھے کہ اچھا دارالامان ہے جس میں نہ امن ہے، نہ امان ہے۔

پاکستان آکر مرزا بشیر الدین محمود نے جھنگ کی جس زمین کو اپنا مرکز بنایا، اس کا نام "ربوہ" رکھا اور قرآن کریم میں یہ اونچا ٹیلہ کا ذکر ہے، جس کی طرف حضرت مسیح علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کو پناہ ملی تھی: "وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ" مرزا محمود کا اس جگہ کا نام رکھنا بتاتا ہے، کہ وہ بھی سکھوں سے بھاگ کر اسے قادیانیوں کی پناہ گاہ سمجھتا تھا، اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ قادیان دارالامان نہ رہا ہو۔

مرزا کا الہام 1891ء

''أخرج منه اليزيديون'' (ازالہ اوہام،ص:71-72،تذکرہ،ص:181)

اس کا ترجمہ مرزا غلام احمد نے یہ کیا: ''اس میں (قادیان میں) یزیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں۔ یزید مؤرخین کے نزدیک اس باب میں معروف ہوا کہ باپ سے حکومت بیٹے کو ملی.......... اسلام میں جو ایک روحانی سلسلہ چلا آرہا ہے، اب نسب میں آگیا۔ قادیان میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے کا مطلب یہ ہے، کہ یہاں بھی مرزا غلام احمد کے پیرؤوں میں نسب پرستی آجائے گی، چنانچہ مرزا محمود، مرزا ناصر اور مرزا طاہر تینوں نسبتی امتیاز سے سربراہ بنے، مگر غلام احمد کا مذکورہ ترجمہ صحیح نہیں، یہ مراد ہوتی تو عبارت یوں ہوتی: ''اخرج فيه اليزيديون۔''

ازالہ اور تذکرہ کی عبارات بتلاتی ہیں کہ جن لوگوں کو یہاں سے نکلنا پڑا (مرزا محمود اور اس کے ساتھی) وہ سب یزیدی فطرت کے ہیں، جو قادیان سے خود نہیں نکلے، جیسے مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین نکلے تھے، بلکہ نکالے گئے، نکالنے والے سکھ تھے اور قادیان کو دارالامان کہنے والے یہاں سے بھاگ رہے تھے۔

قادیان کا 1947ء میں قتل وفساد کا مرکز رہنا کیا غلام احمد کی کھلی تکذیب نہیں کہ دارالامان میں بھی امان نہ رہے۔

مرز بشیر الدین کی پیش گوئی بھی غلط نکلی۔

مرزا غلام احمد روئے زمین پر قادیان کے برابر کسی جگہ کو نہ سمجھتا تھا:

''كل مقابر الأرض لا تقابل هٰذه الأرض۔'' (تذکرہ،ص:707)

مرزا بشیر الدین محمود نے اب جو ربوہ کو اپنی جائے امان قرار دیا تو چاہیے تھا کہ اب تو قادیانیوں کو واقعی اس میں امن نصیب ہوتا، لیکن کیا کریں باپ بیٹے کی پیشگوئی بھی غلط نکلی۔ نہ قادیان دارالامان رہ سکا، نہ ربوہ ان کے لیے جائے پناہ بن سکا۔ اب جو مرزا طاہر رات کی

تاریکی میں ربوہ سے نکلے تو سیدھے لندن پہنچے، برصغیر پاک وہند کے یہ وہ بدنصیب لوگ ہیں جنہیں اب تک آزادی کا ایک لمحہ نصیب نہیں ہوا، متحدہ ہندوستان میں سامراج کے غلام پاکستان میں مسلمانوں کے غلام قادیانیوں کے ساتھ یہ سب کچھ اپنے باپ کے ایک الہام کے تحت ہوا۔

مرزا بشیر الدین محمود کہتا ہے:-

''جب قادیان کی زندگی احمدیوں کے لیے اس قدر تکلیف دہ تھی کہ مسجد میں خدا تعالیٰ کی عبادت کے لیے آنے سے روکا جاتا تھا، اس وقت مجھے حضرت مسیح موعود نے بتایا: مجھے دکھایا گیا ہے کہ اس قدر آباد ہوگا کہ دریائے بیاس تک آبادی پہنچ جائے گی۔'' (الفضل، 9فروری1932ء)

مرزا غلام احمد کا دعویٰ تھا کہ قادیان لاہور کے مغرب تک جا پہنچے گا اور موجودہ لاہور قادیان (جدید) کے مشرق کی طرف ہوجائے گا۔

غلام احمد لکھتا ہے:-

''قادیان جو ضلع گورداسپور پنجاب میں ہے، جو لاہور سے گوشۂ مغرب اور جنوب میں واقع ہے وہ دمشق سے ٹھیک مشرقی جانب واقع ہے۔''

(ضمیمہ خطبہ الہامیہ، ر-خ، جلد:16، ص:22)

لاہور یہ مغربی پنجاب ہے۔ قادیان مشرقی پنجاب میں ہے، لاہور سے مغرب کی طرف نہیں۔ یہی نہیں بلکہ قادیان میں اس قدر ترقی ہوگی کہ اس کے مشرق میں جانے والے لوگوں کو لاہور کا کچھ پتہ نہ رہے گا۔ یہ گاؤں یکسر ناپید ہوجائے گا، اس طرح کی کرشماتی باتوں سے قادیانی کتب پُر ہیں۔ اس بابت مرزا قادیانی کی وحی ملاحظہ فرمائیں:-

''میں قادیان کو اس قدر وسعت دوں گا کہ لوگ کہیں گے: لاہور بھی کبھی تھا۔'' (تذکرہ، طبع دوم، ص:815، وطبع سوم، ص:795)

مرزا محمود قادیانی اپنے باپ کے ان تمام الہامات کو جھوٹا کرتے ہوئے لاہور پہنچا، قادیان

میں اس کو امن نہ ملا، اس نے چک ڈھگیاں (موجودہ نام چناب نگر) میں پناہ لی، وہاں ان کی اپنی نئی نسلیں جب ان سے قادیان کا ذکر سنتیں تو انہیں کہنا پڑتا ہے، قادیان بھی کبھی تھا۔

جو لوگ دنیا پر غلبے کا خواب دیکھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ کہیں گے: ''لاہور بھی کبھی تھا'' انہوں نے اپنی آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا کہ لوگ کہہ رہے ہیں، کہ قادیان بھی کبھی تھا، اب جو انہوں نے ''ربوہ'' کو جائے پناہ بنایا تو یہاں سے بھی انہیں نکلنا پڑا۔

الٹی ہوگئیں سب تدبیریں
کچھ نہ سمجھ نے کام کیا

قادیانی جماعت کی رسوائی

قادیانی جماعت کی پہلی رسوائی

بیسویں صدی 1908ء میں سب سے پہلا موضوع یہ رہا کہ مرزا صاحب کی وفات طبعی ہوئی ہے یا ہیضے سے؟!

پھر لوگوں میں یہ بات چلی کہ ان کی عمر کم از کم 74 ہونی چاہیے تھی، وہ 68 سال کی عمر میں کیسے چل بسے؟ کیا انہیں بہت جلدی تھی؟ گھر والوں کے لیے ان کی اچانک موت ان کی پیشنگوئی کے مطابق ہوئی تھی؟ یہ پہلی رسوائی تھی جو اُن کی بے وقت موت سے ان کی جماعت کو ملی، اور یہ وہ واردات نہیں جو کسی اُن کے مخالف کے ہاتھوں سے واقع ہوئی ہو۔

قصہ مختصر یہ کہ انہوں نے مولانا ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بددعا کرتے ہوئے مرضِ ہیضہ خاص طور پر لکھا تھا اور اسی یکطرفہ بددعا سے مرزا قادیانی ہیضہ کے نتیجہ میں اس جہاں سے چل بسے۔

قادیانی جماعت کی دوسری رسوائی

مرزا قادیانی کی موت تک ان کی جماعت میں حکیم نور الدین، خواجہ کمال الدین، مولوی محمد علی ایم۔اے، عبدالرحمن مصری، مرزا بشیر الدین محمود سب اکٹھے تھے، لیکن وہ سب مرزا قادیانی کے بارے میں ایک عقیدے پر نہ تھے، مرزا قادیانی کی نبوت پر ان کی وفات کے اگلے دن سے ہی اختلاف شروع ہو گیا تھا، اور حکیم نور الدین کی حکمت نے اس اختلاف پر پردہ ڈالے رکھا تھا۔

اس وقت مرزا بشیر الدین محمود بھی اس عمر میں نہ تھے کہ جماعت کو اپنے نظریات پر چلا سکیں، لیکن جب حکیم نور الدین کی وفات ہوئی تو جماعت دو فرقوں میں تقسیم ہو گئی، یہاں تک کہ ان کے آپس میں مباحثے ہونے لگے، ان میں سب سے اہم مباحثہ راولپنڈی میں ہوا، جو مباحثۂ راولپنڈی کے نام سے مشہور ہے، کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کی وفات کے فوراً بعد اس کے دعوے میں ہی اس کے دو حصے میں اس کے پیروکار بٹ گئے ہوں، عقائد یقینی امر ہوتے ہیں، یہ نظریات نہیں ہوتے، تو اس صدی میں یہ قادیانیوں کی دوسری رسوائی ہے۔

قادیانی جماعت کی تیسری رسوائی

دارالامان ہونا صرف کعبہ کی شان ہے، مولوی محمد علی لاہوری قادیانی نے جب قادیان چھوڑا، اس نے برملا کہا:

"یہ خصوصیت صرف خانہ کعبہ کو حاصل ہے کہ وہ امن کا مقام ہے۔"

اب اس کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ قادیان دارالامان ہے، لیکن قادیان کو ارضِ حرم ٹھہرانے کے چرچے مرزا قادیانی کے ہاں عام تھے:-

زمینِ قادیان اب حرم محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

سوءُ امتِ مسلمہ کے لیے یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ ہندوستان میں کسی دوسرے رقبۂ زمین کو ارضِ حرم کا نام دیں، مگر افسوس کہ مرزا بشیر الدین محمود نے 1935ء میں ایک تقریر میں اپنے باپ کی بات پھر دہرائی کہ "خدا تعالیٰ نے ان تینوں مقامات: مکہ، مدینہ اور قادیان کو مقدس کہا۔"

قادیان کو تو اب اس میں داخل کیا جا رہا ہے۔ اسلامی عقیدے کے مطابق کعبہ شریف سے ہدایت کے چشمے قیامت تک خشک نہیں ہوں گے اور اس کا تقدس ابدی ہے، اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ

قادیانیوں کا داخلہ وہاں ممنوع قرار دے دیا گیا، قادیانی جماعت جب کعبہ سے کٹ گئی اور اب وہاں کھلے طور پر جا نہیں سکتے، تو یہ ان کی تیسری رسوائی ہے جو قادیانیوں کو نصیب ہوئی۔

یہ مان بھی لینا کافی ہے کہ زمانہ آخر میں جب دجال آئے گا وہ پوری دنیا میں گھومے گا، مگر مکہ شریف و مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، ہر شہر کو روندتا ہوا آئے گا، قادیان بھی اس کی زد میں رہے گا۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

"یہ مسلم امر ہے کہ دجال تمام زمین پر بجز مکہ اور مدینہ کے پھر جائے گا۔"

قادیانی جماعت کی چوتھی رسوائی

اب ہوا یوں کہ جب قادیانی جماعت بیت اللہ سے کٹ گئی اور وہاں کھلے طور پر جا نہیں سکتے تھے، تو مرزا البشیر الدین محمود نے مکہ مدینہ کے خلاف کھلا اعلان کیا اور یہ کہا کہ مکہ مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو چکا ہے، اعلان تو کر دیا گیا، لیکن اسے اپنے ابے کی تحریر یاد نہیں تھی جو اس کے اعلان کے بعد کالعدم قرار پائی، جس میں مرزا قادیانی نے مکہ مدینہ اور قادیان کو قرآنی اعزاز سے نوازا تھا، لیکن افسوس کہ مرزا قادیانی کے بیٹے کے اعلان کے بعد ان کے عقیدہ میں صرف قادیان ہی اس عزت کا موردرہ سکا۔ مرزا محمود قادیانی کے اس اعلان کے پورے بارہ سال بعد 1947ء میں قادیان پر ایک قہری تجلی پڑی جس کی وجہ سے اس کے تقدس کو پامال کر دیا گیا، جب یہاں امن نہ رہا تو مرزا البشیر الدین محمود بھی اپنے پیروؤں کے ساتھ قادیان چھوڑنے پر مجبور ہوا اور اس نے اپنے دارالامان کو الوداع کہا، مذہب کی دنیا میں اس سے زیادہ قادیانیوں کی رسوائی شاید کبھی نہ ہوئی ہو کہ اب قادیان دارالامان نہ رہا۔

اس وقت کے گورنر پنجاب مسٹر گلینسی اور ظفر اللہ خان قادیانی کی وجہ سے انہیں ضلع جھنگ ڈھگیاں میں ایک رقبہ الاٹ ہو گیا، جسے مرزا محمود نے اپنے اور اپنی جماعت کے لیے ایک پناہ گاہ

کا نام دیا اور اس کا نام ربوہ رکھا، اور اپنے پیروؤں میں یہ بات مشہور کی کہ قرآن کی رو سے یہ جگہ ابن مریم اور اس کی والدہ کی پناہ گاہ ہے۔

ظفر اللہ خان پاکستان کے وزیر خارجہ ہو گئے اور پاکستان میں قادیانیوں کو ربوہ مل گیا، اب یہ قادیانی پھولے نہ سماتے تھے کہ اب کیا ہوا جناب کہ پاکستان کو وہ مرزا محمود کی کرامت قرار دینے لگے۔

قادیانی جماعت کی پانچویں رسوائی

پاکستان کی صورت حال کو دیکھتے ہوئے امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عملی سیاست سے کنارہ کش ہونے کا اعلان کر دیا تھا، اور کہا کہ اب مجلسِ احرارِ اسلام صرف قادیانیوں کا ہی سدِباب کرے گی، تاکہ قادیانی پاکستان میں کوئی مؤثر طاقت نہ بن سکیں، چونکہ وزارتِ خارجہ پر بھی ان کا قبضہ تھا، اس صورتحال سے نکلنے کے لیے پاکستان میں 1953ء میں مسلمانوں کی مجلسِ عمل کی تحریک بڑی تیزی سے چلی، اس کے نتیجے میں چوہدری ظفر اللہ خان پاکستان کی وزارتِ خارجہ میں نہ رہے، یہ نہیں بلکہ یہ لوگ پاکستان کی عملی سیاست سے بھی نکل گئے، اور مجلسِ عمل اپنی تحریک میں کامیاب ہو گئی۔

مرزا قادیانی کی وفات 1908ء میں ہوئی۔ 1907ء میں اس نے اپنے مخالفین کے خلاف یہ وحی شائع کی تھی، کہا کہ:-

"اور مجھے کافی ہے بشارت دینے والی یہ وحی جو مجھے آ چکی۔"

اس کے نیچے یہ بھی پیش کر دی کہ:-

"کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا گیا مگر یہ کہ اس کے انکار پر اللہ تعالیٰ نے اس پر ایمان نہ لانے والوں کو رسوا کیا ہو، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔"

اب راقم مرزا قادیانی کی اس وحی کے تناظر میں یہ تاریخی حقیقت قارئین کے سامنے پیش کرتا ہے، کہ مرزا قادیانی کے منکرین ومکذبین کس طرح موردِ عطاہائے ربانی رہے، اور پوری ایک صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے ان پر، اب تک ایک دفعہ بھی کوئی قومی عذاب نہ آیا، جو سب مکذبین کو اپنی لپیٹ میں لے۔

اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی موت کے بعد مکہ و مدینہ منورہ پر تسلط مرزا قادیانی کے پیروکاروں کا ہوا یا اس کے منکرین ومکذبین کا قبضہ ہے؟

مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا تھا کہ میں نے کشفی طور پر قرآن میں مکہ، مدینہ اور قادیان، یہ تین نام لکھے دیکھے ہیں، لیکن وہ قدسیتِ کعبہ اور مقامِ مدینہ کو مسلمانوں کے دلوں سے نکال نہ سکا اور اب تک ان کے ایمان کی دھڑکن ان ناموں سے قائم ہے۔

مرزا قادیانی اگر واقعی ملتِ ابراہیمی کا کوئی چشم و چراغ ہوتا تو اُسے حرمین کے نام سے نسبت اور عزت ملتی، کیونکہ مرزا قادیانی کے مکذبین کا حرمین شریفین پر اب تک قبضہ قادیانیت کی رسوائی کا ایک نشان اور اس کے منکرین کی عزت پر ایک روشن برہان ہے۔

آنحضور ﷺ کی اُمت اطرافِ عالم میں

مرزا قادیانی کی تکذیب

آنحضور ﷺ کی اُمتِ اجابت کے مشرق و مغرب میں پھیلنے کی پیشگوئی اس امت کے کس دور میں پوری ہوئی ؟

مسلمان دنیا کے مشرق و مغرب میں کب پہنچے ہیں؟

اسی صدی میں جو مرزا قادیانی کی 1908ء کی وفات سے شروع ہو کر آج 2020ء میں اپنے اختتام کو پہنچ چکی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس اُمتِ محمدیہ ﷺ کو مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب کے دوران ہی دنیا کے کناروں تک پہنچا دیا۔ معلوم ہوا کہ اس امت میں اس وقت بھی امت پناہ موجود تھا، تبھی تو امت کا ان اطرافِ عالم میں اس وقت وارد ہونا حضور ﷺ کے دین کی عالمی رسائی میں جگہ پا سکتا ہے۔

نیا نبی آنے سے پہلے پچھلی امت خدا کی جماعت ہونے سے نکل جاتی ہے، صرف وہی لوگ خدا کی جماعت سمجھے جاتے ہیں جو اب اس نئے نبی کی بیعت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اب پچھلی امت میں امت پناہ نہیں رہتا، نہ وہ امت پہلے نبی کا کسی طرح اعجاز بنتی ہے۔

اپنے نئے نبی سے نئے معجزات چلتے ہیں، پہلی امت سے اس نئے نبی کے انکار سے وہ پہلی آسمانی برکت اُٹھالی جاتی ہے ،مرزا غلام قادیانی نے اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے پیروکاروں کو مردم شماری کے سرکاری کاغذات میں اپنا نام علیحدہ لکھوانے کی تلقین کی تھی، کہ اب سے خدا کی پارٹی اس کے پیروؤں کی جماعت ہے، نہ کہ وہ لوگ جو کہ مرزا قادیانی کے مکذبین ہیں۔پھر کیا ہوا؟

خدا کی آسمانی برکات انہی لوگوں پر ہمیشہ اترتی رہیں جو مرزا قادیانی کے مکذبین رہے۔

منکرین کے لیے ہمیشہ عذاب آتا رہا

عرب ایک صحرائی علاقہ تھا، جہاں اڑتی ریت میں اونٹوں کے جہاز چلتے تھے،اور پانی کی سخت قلت تھی اور فصلوں کا کہیں نام ونشان تک نہیں ملتا تھا، وہاں کے علماء نے جب مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کی تردید کی، اوراس کے تمام دعووں میں اس کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمانی اور زمینی برکات سے نوازا، زمین نے پٹرول اُگلا،سونے کی کانیں دریافت ہوئیں اوروہ ملک جو کبھی دنیا کا غریب ترین ملک تھا، آج پوری دنیا میں امیر ترین اسلامی ملک سمجھا جاتا ہے۔

سعودی عرب کو یہ برکات مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کے دعوے کی تکذیب میں ملیں، ختمِ نبوت کے اس عقیدے کے صدقے میں عرب امارات پر تازہ بہار آ گئی، یہ انجام آج تک کسی نبوت کے مکذبین کا نہ ہوا تھا۔

انبیائے سابقین میں تکذیبِ انبیاء کی وجہ سے آسمانی عذاب کی ہمیشہ ایک تمہید رہی ہے، حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تک یہی سلسلہ جاری رہا کہ منکرین کے لیے ہمیشہ عذاب آتا رہا۔

مرزا غلام قادیانی کے انکار وتکذیب پر ہندوستان کے مسلمانوں کو مرزا غلام قادیانی کی

طرف سے کیا کیا دھمکیاں دی گئی تھیں!!!انہیں مرزا غلام قادیانی خدا کی طرف سے اس طرح کہتا تھا کہ:۔

''خدا نے کہا ہے: دنیا میں ایک نذیر آیا، پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا، لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔''

یہاں نذیر سے مرزا قادیانی مراد ہے، دنیا نے اس کو قبول نہیں کیا۔ اس سے مراد ہندوستان اور عرب کے علماء اوران کے فتوے کو ماننے والے تمام مسلمان ہیں، ان علماء ہند اور علماء عرب نے اس کو قبول نہ کیا اور کھلے بندوں انہوں نے اس کی تکذیب کی۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ زور آور حملے کہاں ہیں جس کی خبر مرزا قادیانی نے خدا کے نام پر دی تھی؟!

اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر جنہوں نے غلام قادیانی کی تکذیب کی، خدا کا عذاب اُن پر لازمی اترے اوران پر خدا کے زبردست حملے ہوں، اس کے بجائے خدا نے ہندوستان کے مسلمانوں پر ایک نیا انعام کیا کہ انہیں اسی زمین سے ایک نیا اسلامی ملک پاکستان دیا، اوران پاکستانیوں کو یہ مقام بھی دیا کہ خود مرزا غلام قادیانی کے پیروکار بھی ان کے زیرِسایہ پاکستان جانے کے لیے قادیان چھوڑ نکلے، کیا خدا نے اب تک کسی نبی کی تکذیب کرنے والوں کو اس نعمت سے نوازا ہے جن سے مرزا قادیانی کے منکرین ومکذبین نوازے گئے؟!

پاکستان کا پرچم کس نے لہرایا؟ کسی سیاستدان نے؟نہیں۔ اس کے کسی حکمران نے؟نہیں۔ اس کی پرچم کشائی علماء کے ہاتھوں عمل میں آئی۔

کراچی میں یہ پرچم علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے لہرایا اور ڈھاکہ میں محدثِ عصر مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ اور سب کچھ قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے کہنے سے عمل میں آیا، یاد رہے پاکستان کا پرچم ان ہاتھوں نے لہرایا جنہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف ''کتاب الشهاب

لرجم الخاطف المرتاب''، لکھی تھی، کبھی کسی نبوت کے منکرین اس عزت اور فضلِ خداوندی سے نوازے گئے جس عزت سے یہ علمائے اہل حق نوازے گئے؟!

قلندرانِ حق کی آسمانی قبولیت اور مرزا قادیانی کی کھلی تکذیب

علمائے دیوبند میں مولانا انورشاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں محدثِ کبیر مولانا محمد بدرِ عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ المحدثین والمفسرین مولانا محمد ادریس کاندہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ (مہتمم دارالعلوم دیوبند)، مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، ان حضرات نے خم ٹھوک کر قادیانیت کا علمی و عملی مقابلہ کیا، انھوں نے بیسیوں کتابیں اس صدی میں ردِ قادیانیت کے بارے میں لکھیں، اور یہ حضرات عالمی شہرت اور شخصی بزرگی میں تاریخِ اسلام میں آفتاب بن کر چمکے۔

بھلا یہ قدر ومنزلت اور بزرگی اور عزت بھی کسی نبی کے منکرین ومکذبین کو بھی ملی ہے؟

مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ کی خاک نے کھینچا اور انہوں نے مدینہ منورہ میں جگہ پائی، مولانا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں پاکستان کا مسلک دیوبند کا سب سے بڑا مدرسہ جامعہ اشرفیہ اپنی خدمات اور شہرت کے نصف النہار پر پہنچا۔

متعدد بار ائمہ حرمین شریفین یہاں تشریف لائے اور ملکی سطح پر اس جامعہ کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا، مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کراچی میں ایک عظیم دارالعلوم جسے پاکستان کا دیوبند کہا جاسکتا ہے، کے بانی ہوئے اور اللہ نے ان کے اخلاف کو پاکستان اور پورے عالم اسلام میں وہ شہرت بخشی کہ کبھی کسی نبوت کے منکرین ومکذبین پر فیضانِ الٰہی اس شان سے اُترتا نہیں دیکھا گیا ہوگا۔

ہندوستان میں ختم نبوت پر سب سے پہلی کتاب مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی تھی، آج ان کے بیٹے مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم، مفتی رفیع عثمانی دامت برکاتہم دنیائے عالم کے آفتاب ومہتاب سمجھے جاتے ہیں، اس خاندان پر یہ آسمانی قبولیت مرزا قادیانی کی اس کھلی تکذیب ہی

سے تواُتری ہے۔

ہندوستان میں امام العصر مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''إکفار الملحدین'' کے نام سے ایک نہایت علمی اور تحقیقی دستاویز تیار کی۔ مرزا غلام قادیانی نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں 1908ء میں انتقال کیا، اس کے بعد دیوبند کو جو عالمی شہرت ملی، علمائے مصر نے جواسے ''أزهر الأقطار الهندية'' کا نام دیا، یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے انکار اوراس کی تکذیب پر پہلی آسمانی تجلی تھی، جواس علمی سطوت سے چمکی۔

1908ء میں دار العلوم دیوبند کے سو سالہ اجلاس میں حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر دنیا کے جہاں دیدہ علماء اور مختلف سلاطینِ اسلام کے نمائندگان اور شاہانِ تصوف اور تحفظِ ختمِ نبوت کے سپہ سالار اور والد ماجد حاجی عبدالرحمن باوا صاحب نے دیوبند کے اس اجلاس میں شرکت کی۔ دیوبند کی عالمی شہرت کی یہ دوسری آسمانی تجلی تھی، جواس صدی میں دیوبند پر اپنی پوری شان وشوکت سے چمکی، 1908ء میں دیوبند کا ایک وہ زمانہ تھا جب طلبہ کی تعداد بہت ہی معمولی تھی، جبکہ آج لاکھوں طلبہ اور دنیا بھر میں اس کی شاخیں قائم ہیں۔

مرزا قادیانی نے جن علماء سے براہ راست ٹکر لی، جیسے مولانا رشید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا کرم الدین پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ خصوصی طور پر تھے۔ اب دیکھئے! اس صدی میں ان کے سلسلے اور مراکز کس تیزی سے ترقی سے نوازے گئے ہیں!!! کبھی کسی نبوت کے کھلے منکرین ومکذبین کو بھی یہ شہرت حاصل ہوئی ہے جو آج ان کے اَخلاف میں پائی جاتی ہے؟

مُراسلہ

قادیانیوں کی بالمشافہ گفتگو نہ کرنے کی وجوہات

قادیانی کے پیروکاروں کو باوجود راقم کا پڑوسی ہونے کے بالمشافہ گفتگو سے کیونکر حجاب ہے؟ وجوہات یہ ہیں کہ:

بالمشافہ گفتگو کی صورت میں نہ مجلس اُن کے قابو میں رہے گی، نہ یہ اس نشست کی ویڈیو میں حسبِ معمول اپنی مرضی کی کانٹ چھانٹ کر کے عوام میں فریب کی تشہیر کر سکیں گے اور نہ ہی اپنی جھوٹی فتح کا ڈھنڈھورا پیٹ سکیں گے کہ کون ہارا اور کون بھاگا۔

قادیانی کے پیروکاروں کو ایک بار پھر بالمشافہ گفتگو کی نہایت دردمندانہ دعوت دی جاتی ہے۔

راقم اُمید کرتا ہے، ہم آپ کو ایسی تسلی کرائیں گے کہ ان شاء اللہ! آئندہ آپ کو اس قسم کے شدید مناظرے کا شوق ہوگا، نہ تقاضا۔

مولانا سہیل باوا دامت برکاتہم

ختم نبوت اکیڈمی، لندن

قادیانی غلبہ 2023

قلم و قرطاس کی عدالت میں

PUBLISHED BY:

KHATM-E-NUBUWWAT ACADEMY

387 Katherine Road, Forest Gate, London E7 8LT United Kingdom.

Phone: 020 8471 4434 | **Cell:** 0788 905 4549, 0795 803 3404

Email: khatmenubuwwat@hotmail.com | **Website:** www.khatmenubuwwat.org

Design by: brandswitch | +92-321-8952785